جناب رسول اللہ ﷺ کے

والدین کریمین کا ایمان

تالیف

مناظر ابن مناظر علامہ حافظ شفقات احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ کوئی بھی شریف النفس انسان نہ تو خود اپنے والدین کی توہین وتذلیل کرتا ہے اور نہ ہی اپنے والدین کی توہین وتذلیل برداشت کرتا ہے بلکہ خدانخواستہ اگر کسی کے والدین میں کوئی عیب ہو بھی نہ خود اس کی تشہیر پسند کرتا ہے اور نہ ہی کسی دوسرے کے منہ سے سننا گوارہ کرتا ہے لیکن بعض ناعاقبت اندیش جناب رحمتہ اللعالمین علیہ التحیۃ والتسلیم کے والدین کریمین رضی اللہ عنہما کے بارے میں بڑی بے باکی سے توہین آمیز رویہ اختیار کرتے ہوئے ان کو معاذ اللہ کافرومشرک اور جہنمی کہتے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید ایذا کا سبب بنتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں صاف اعلان فرما چکے ہیں۔

"بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔" (احزاب نمبر ۵۷)

حیرت کی بات تو یہ ہے کہ جو بات اپنے لئے گوارہ نہیں کرتے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کس بے باکی سے کہہ رہے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذٰلک۔ حالانکہ پوری کائنات کے اس نظریے والے لوگ مل کر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کی مقدس زندگیوں میں سے ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں کر سکتے جو آپ کے کفروشرک پر دلالت کرتا ہو۔ ھَاتُوا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صَادِقِیْنَ ۔ بعض نامعتبر اور بعض قابل تاویل روایات کا سہارا لے کر بعض لوگ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا کا باعث بن رہے ہیں اور اپنی عاقبت برباد کر رہے ہیں حالانکہ ایسی روایات سے

کسی کا کفر ثابت نہیں ہوتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عام ہے کہ "زندوں کو ان کے فوت شدگان کے ذریعے سے ایذا نہ دیا کرو"؟ (زرقانی، فتح الربانی، الدرجۃ المنیفہ وغیرہ) ایک مقام پر تو آپ کا ارشاد ہے جس نے میرے قرابت والوں کے ذریعے سے مجھے ایذا دی اس نے مجھے ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کو ایذا دی۔ (فتح الربانی نمبر ۸ ص ۱۷۲)

جب کہ جناب رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم خود یہ وضاحت فرما چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیشہ (حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ تک) مجھے پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل کرتا رہا ہے۔ (تفسیر در منثور نمبر ۵ ص ۹۸، تفسیر مظہری نمبر ۷ ص ۱۸۹، انوار محمدیہ ص ۱۵، زرقانی علی المواہب نمبر ۱ ص ۶۷، تفسیر کبیر نمبر ۲۴ ص ۱۷۳، الحاوی للفتاوی نمبر ۲ ص ۲۱۰، مسالک الحنفاء ص ۳۵ تفسیر مدارک تفسیر جمل وغیرہ)

اور قرآن مجید فرقان حمید میں ہے۔ اے ایمان والو "مشرک نرے ناپاک ہیں" (توبہ نمبر ۲۸) فرمان مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی روشنی میں معلوم ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ وامہات مومن وموحد ہیں' کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پاک فرمایا ہے اور ارشاد خداوندی ہے کہ مشرک نجس ہوتا ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ وامہات مشرک نہیں ہو سکتے۔ (سورہ شعراء نمبر ۲۱۹) "وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ" سے بھی اکثر مفسرین سے یہی مراد لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ ہمیشہ سجدہ کرنے والوں (مومنین) میں منتقل فرماتا رہا ہے۔ (تفسیر در منثور نمبر ۵ ص ۹۸، مسالک الحنفاء، ص ؟؟ تفسیر مظہری نمبر ص ۹۸ وغیرہ) بلکہ امام آلوسی رحمتہ اللہ علیہ نے تو یہ بیان کرنے کے بعد یہ بھی لکھ دیا "اہل سنت وجماعت کے کثیر اور جلیل القدر اکابرین مذہب کے مطابق اس آیت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کے مومن ہونے پر استدلال کیا گیا ہے اور میں اس شخص کے بارے میں کفر کا خوف کرتا ہوں جو اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے" (تفسیر کبیر روح المعانی نمبر ۱۹ ص ۱۳۷) نیز بخاری شریف میں جناب ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے

اللہ تعالیٰ ہر زمانہ میں میں بہترین نسل میں رکھتا رہا یہاں تک میں اس زمانہ (اور نسل) میں ہوں۔ (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین ص ۵۰۳ دلائل النبوۃ ابو نعیم ص ۱۶۸)

نیز جناب عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا ''بے شک اللہ تعالیٰ نے (جب) مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان کے بہترین (انسان) میں رکھا۔ پھر اس نے دو قسمیں بنائیں (عرب وعجم) تو مجھے بہترین قسم (عرب) میں رکھا۔ پھر ان (عربوں) کے قبیلے بنائے تو مجھے ان میں سے بہترین قبیلے (قریش) میں رکھا۔ پھر ان کے کئی گھر بنا دیئے تو مجھے ان میں سے بہترین گھر (حضرت عبداللہ وسیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہما) میں جلوہ افروز فرمایا۔ پس میں اپنی ذات میں بھی (سب سے) بہتر ہوں اور گھرانے کے لحاظ سے بھی (تمام گھرانوں سے) بہتر ہوں''۔ (ترمذی نمبر ۲ ص ۲۰۱، مشکوٰۃ ص ۵۰۵ وغیرہ) اور طبرانی میں جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ ''جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی دو قسمیں بنائیں تو مجھے ان میں سے بہتر قسم میں رکھا۔ اس کا ذکر اللہ کے فرمان ''اصحاب الیمین'' اور اصحاب الشمال'' اور ان اصحاب یمین (جنتی لوگ جن نامۂ اعمال ان کے نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں دیئے جائیں گے) میں سے بھی میں بہترین لوگوں میں ہوں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا تو مجھے ان میں سے بہترین قسم میں رکھا۔ اس کا ذکر اللہ کے فرمان ''والسابقون السابقون'' میں ہے۔ اور میں بہترین سابقون میں سے ہوں۔ (بہت زیادہ نیکیاں کرنے والے) پھر اللہ تعالیٰ نے تین قبیلے بنائے تو مجھے ان میں سے سب سے بہترین قبیلے میں رکھا۔ اس کا ذکر اللہ کے فرمان ''وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَّقَبَائِلَ'' (حجرات نمبر ۱۳) میں ہے اور میں اولادِ آدم میں سے سب سے زیادہ پرہیز گار ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ عزت والا ہوں۔ اور یہ بات میں (تحدیث نعمت کے طور پر بیان کر رہا ہوں) فخر سے نہیں کہہ رہا پھر اللہ تعالیٰ نے ان قبائل کو کئی گھروں میں تقسیم فرما دیا تو مجھے ان میں سے

بہترین گھر میں رکھا۔اس کا ذکر اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ'' (احزاب نمبر۳۳) میں ہے۔(مجمع الزوائد نمبر۴ص۲۱۴، البدایہ نمبر۲ص۲۵۷، سیرت حلبیہ نمبرا ص۴۴ وغیرہ) اس روایت کے راویوں کی توثیق۔تہذیب التہذیب اور لسان المیز ان میں موجود ہے۔ان روایات میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تمام آباؤ اجداد کے متعلق لفظ''خیر'' بیان فرمایا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ نمبر۲۲۱ میں ارشاد فرمایا: وَلَأَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكَةٍ وَلَوْ أَعْجَبَتْكُمْ ۗ وَلَا تُنكِحُوا الْمُشْرِكِينَ حَتَّىٰ يُؤْمِنُوا ۚ وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ یعنی اللہ تعالیٰ نے کافر ومشرک کے مقابلے میں مومن کو''خیر'' فرمایا ہے لہٰذا یہ''خیر'' کے الفاظ بھی اس بات پر دلالت کر رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد مومن ہی تھے۔ فافھموا ۔نیز جب جناب سیّدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی خبر اور آپ کی شان معلوم ہو چکی تو جناب سیدن آدم علی نبینا وعلیہ السلام نے اپنے وارث نائب اور پیغمبر بیٹے جناب شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ صرف طاہرہ (مومنہ) عورت ہی سے شادی کرنا اور نسلاً بعد نسل وقرنا بعد قرن ہمیشہ ہمیشہ اپنی اولادوں کو بھی یہ وصیت کرتے رہنا کہ صرف اور صرف طاہرہ (مومنہ) عورتوں ہی سے شادی کرنا تاکہ یہ نور محمد مصطفیٰ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ (مومنین) ہی میں منتقل ہوتا رہے۔(انوار محمدیہ ص۱۵ نمبر ا، زرقانی علی المواہب نمبرا ص۷۵ وغیرہ) اس سے بھی ثابت ہوا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ امہات موحد ومومن ہی تھے۔اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جناب آدم علیٰ نبینا علیہ السلام سے لے کر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ ہی اولاد آدم کی ایک جماعت موحد ومومن رہی ہے جیسا کہ سورہ زخرف کی آیت نمبر۲۸ کے تحت تفسیر ابن جریر طبری پارہ نمبر۲۵ کے صفحہ نمبر۳۸، تفسیر ابن کثیر نمبر۴ص۱۲۶، تفسیر مظہری نمبر۸ص ۳۴۴، تفسیر کبیر نمبر۲۷ص۲۰۸ وغیرہ پر مذکور ہے۔اور انہوں نے کبھی بھی بت پرستی نہیں

کی۔(تفسیر طبری زیر آیت وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ آمِنًا......
ابراہیم نمبر ۳۵، مسالک الحنفاء ص ۲۷ وغیرہ) چنانچہ حافظ ابن کثیر نے بھی بخاری کے
حوالے سے جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جناب آدم
اور جناب نوح علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار سال کا زمانہ ہے اور اس وقت تک کے
سب لوگ مسلمان ہی تھے (البدایہ نمبر ا ص ۱۰۱، طبقات ابن سعد نمبر ا ص ۵۳ وغیرہ) اور جناب نوح
سے جناب ابراہیم علیہما السلام تک بھی سب لوگ مسلمان ہی تھے۔ (طبقات ابن سعد نمبر ا ص ۴۳
وغیرہ) اور جناب ابراہیم علیہ السلام سے لے کر عمرو بن لحی تک بھی سب لوگ مسلمان ہی
تھے (البدایہ نمبر ۲ ص ۱۸۷، سیرت حلبیہ نمبر ا ص ۱۷، فتح الربانی نمبر ۱۱ ص ۱۸۶ وغیرہ) عمرو بن لحی بد بخت
نے اگرچہ بت پرستی اور شرک شروع کیا اور اس کو رواج دیا مگر بفضلہٖ وبعونہٖ، جناب سیّدنا
آدم علیہ السلام کی نسلاً بعد نسل آمدہ وصیت مبارکہ، جناب سیّدنا ابراہیم علیہ السلام کی
مستجاب دعاؤں اور بالخصوص نور محمد مصطفیٰ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کے آباؤ امہات ہر زمانہ میں ہی مومن وموحد ہی رہے اور شرک وبت
پرستی سے ہمیشہ ہمیشہ ہی محفوظ و مامون رہے (فهو المطلوب) مذکورہ بالا کے علاوہ
درج ذیل حوالہ جات بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ زرقانی علی المواہب البدایہ والنہایہ، سیرت
حلبیہ، مسالک الحنفاء، مسالک الفہام، مواہب لدنیہ، دلائل النبوۃ ابونعیم، دلائل النبوۃ
بیہقی، بلوغ العرب، تاریخ خمیس، طبقات ابن سعد، تفسیر ابن جریر، تفسیر قرطبی، تفسیر روح
المعانی، مجمع الزوائد، طبرانی، تفسیر مظہری وغیرہ۔ محدث علی الاطلاق بالاتفاق جناب شیخ
عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔ متاخرین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب آدم
علیہ السلام (وسیّدہ حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے لے کر (سید عبداللہ اور سیّدہ آمنہ رضی اللہ
عنہما) تک تمام آباؤ امہات کا مومن ہونا ثابت فرمایا ہے۔ (اشعۃ اللمعات نمبر ا ص ۷۶۵) اور
وہ سب ہی کفر و شرک کی نجاست سے طاہر و مطہر تھے۔ (نمبر ا ص ۴۹۱)

زرقانی علی المواہب میں ہے کہ جناب عبدالمطلب غار حرا میں جا کر اللہ تعالیٰ کی

عبادت کیا کرتے تھے آپ نے کبھی شراب نہیں پی۔ مواہب لدنیہ میں ہے کہ قحط میں لوگ آپ کے ذریعہ سے بارش کی دعا کیا کرتے اور بارش ہو جاتی۔ ابرہہ کے ہاتھی نے آپ کو سجدہ کیا اور زبان حال سے آپ کو اور نور محمد مصطفیٰ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو سلام پیش کیا۔ البدایہ والنہایہ میں بیر زم زم کے تحت آپ کے اشعار بھی آپ کے مومن وموحد ہونے پر دلالت کرتے ہیں مثلاً اے اللہ تو قابل تعریف بادشاہ ہے تو نے ہی مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا فرمایا ہے اور تو ہی دوبارہ اسے زندہ فرمائے گا۔

آذر کو جناب ابراہیم علیہ السلام کا باپ کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب میں طعن کر کے اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن پاک میں آذر کے ذکر میں ''اب'' بیان فرمایا ہے کہیں لفظ ''والد'' نہیں فرمایا اور عربی زبان میں لفظ ''اب'' باپ، دادا، چچا وغیرہ سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً قرآن پاک میں سورۃ بقرہ نمبر ۱۳۳ میں بیان ہوا ہے بلکہ قرآن وحدیث میں تو جناب آدم علیہ السلام تک بھی بیان ہوا ہے۔ لہٰذا اس آیت سے آذر کے باپ ہونے پر استدلال نہیں کیا جا سکتا جب کہ محدثین ومفسرین کرام نے بلکہ انجیل وبائبل میں بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد صاحب کا نام تارخ لکھا گیا ہے مثلاً دیکھیں البدایہ والنہایہ نمبر اص ۱۳۹ اص ۱۴۰ وغیرہ نیز سورہ توبہ نمبر ۱۱۴ میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے وعظ ونصیحت کے باوجود بھی جب آپ کا چچا آذر ایمان نہ لایا تو جناب ابراہیم علیہ السلام نے اس سے قطع تعلق کر لیا لیکن سورہ ابراہیم نمبر ۴۱ میں جناب ابراہیم علیہ السلام کا اپنے والدین کے لئے دعا کرنا مذکور ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ سے مشرک کے لئے دعا کرنے سے منع فرما رکھا ہے اور یہ ناممکن بات ہے کہ اللہ کا پیغمبر وہ کام کرے جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد جناب سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ اور والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا دین ابراہیمی پر عمل پیرا تھے۔ (زرقانی) اور آپ کی والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی ولادت سعادت سے قبل ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع دے دی گئی۔ اے آمنہ

رضی اللہ عنہا تو اس اُمت کے نبی اور آقا کی ماں بننے والی ہے (طبقات ابن سعد) پھر جب سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو سیّدہ حلیمہ کے سپرد کیا تو فرمایا "میں اس بچے کو اللہ ذوالجلال کی پناہ میں دیتی ہوں (ابن سعد) (دلائل النبوۃ) پھر آپ نے سیّدہ حلیمہ کو فرمایا۔ مجھے اس بچے کی ولادت سے پہلے ہی بشارت دے دی گئی تھی۔ اے آمنہ، اس بچے کا نام احمد رکھنا اور آپ تمام رسولوں کے سردار (رسول) ہوں گے۔ (ابن سعد) نیز البدایہ میں حضرت عباس کا حضور کو پنگھوڑے میں چاند کو اشاروں پر چلاتے دیکھنا مواہب لدنیہ اور خصائص کبریٰ وغیرہ میں سیّدہ آمنہ کا حضور کی ولادت کے وقت کے واقعات بیان کرنا اور جب سیّدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ کو واپس سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس لے کر آئیں اور کچھ پریشانی کا اظہار کیا (شق صدر کا پہلا واقعہ) سیّدہ آمنہ نے فرمایا حلیمہ کیا تو اس میرے بچے کے متعلق شیطان کے شر کا خوف کرتی ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ خدا کی قسم میرا یہ بیٹا تو بیڑ شان والا ہوگا (دلائل النبوۃ بیہقی) اور سیّدہ آمنہ سلام اللہ علیہا نے اپنے وصال کے وقت جو اشعار کہے تھے وہ بھی آپ کے ایمان وایقان پر برہان واضح ہیں مثلاً بیٹا جو خواب میں نے دیکھا اگر وہ صحیح ہے تو یقیناً تو اللہ ذوالجلال والاکرام کی طرف سے تمام کائنات کے لئے رسول بنایا گیا ہے اور تجھے دین ابراہیمی کو سربلند کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ تجھے بتوں سے دور رکھے گا۔ (لوگو) میں تو فوت ہو جاؤں گی لیکن میرا ذکر ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا۔ کیونکہ میں دنیا میں ایک خیر چھوڑ کر جا رہی ہوں۔ ایک ایسا پاکیزہ بچہ جسے میں نے جنم دیا ہے۔ (زرقانی علی المواہب) اب ہر کسی کی اپنی قسمت ہے کہ وہ حضور کی والدہ کا ذکر کس طرح کرتا ہے۔

یقیناً یہ چند شواہد بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مومن وموحد اور دین ابراہیمی پر قائم ہونے کے لئے کافی ہیں۔ باقی یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین نے نہ تو کسی نبی کا زمانہ پایا ہے اور نہ ہی کسی نبی کا انکار کیا ہے کہ ان کو اللہ تعالیٰ عذاب دے یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ آپ کے والد ماجد جناب عبداللہ رضی اللہ عنہ آپ کی

ولادت سے بھی پہلے انتقال فرما چکے تھے اور آپ کی والدہ ماجدہ سیّدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے وقت حضور کی عمر مبارکہ صرف چھ سال تھی اور اس بات پر تمام کائنات کا اتفاق ہے کہ آپ نے نبوت کا اعلان چالیس سال کی عمر میں یعنی حضرت عبداللہ سے تقریباً چالیس سال بعد اور سیّدہ آمنہ سے تقریباً چونتیس سال بعد کیا تھا۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دنیا سے اٹھائے گئے تقریباً ۵۷۱ سال ہو چکے تھے اور یہ بھی ایک متفق علیہ حقیقت ہے کہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا زمانہ محدود اور مخصوص تھا۔ آپ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے نبی نہیں تھے۔ اس طرح یہ زمانہ فترت تھا اور زمانہ فترت میں عام طور پر تین طرح کے لوگ تھے۔ نمبر ۱ ایسے لوگ جو محض اپنی بصیرت سلیمہ سے موحد رہے اور مشرک نہ ہوئے پھر ان میں سے بعض کو کسی نبی کی شریعت کے کچھ احکام مل گئے اور وہ ان پر کاربند ہو گئے وہ اگر حضور کے اعلان نبوت سے پہلے انتقال کر جائیں تو جس نبی کی شریعت پر کچھ بھی چلتے رہے۔ اس نبی کی اُمت میں محشور ہوں گے اور بعض وہ ہیں جن کو کسی بھی نبی کے کچھ احکام نہ مل سکے۔ وہ محض اللہ تعالیٰ کی توحید پر ہی قائم رہے اور کسی بھی قسم کا کوئی شرک نہ کیا۔ ان کا بھی مواخذہ نہیں ہوگا اور یہ پہلی قسم والے درجہ بدرجہ صاحب نجاۃ ہی ہوں گے۔ نمبر ۲ ایسے لوگ جو توحید پر قائم نہ رہے اور شرک کرتے رہے اور اپنے لئے اپنی طرف سے ہی جو کچھ چاہا حلال کر لیا اور جو چاہا حرام کر لیا۔ ان کو عذاب کیا جائے گا نمبر ۳ ایسے لوگ جنہوں نے نہ تو توحید ہی کا کچھ خاص اہتمام کیا اور نہ ہی کوئی شرک کیا اور نہ ہی اپنی طرف سے کچھ حلال یا حرام ٹھہرالیا۔ بس غفلت میں ہی اپنی زندگی گزار دی۔ انہیں بھی اللہ تعالیٰ معذور ہی رکھے گا اور عذاب نہیں فرمائے گا۔ (فتح الربانی نمبر ۸ ص ۱۶۷) اس تقسیم کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین پہلی قسم کے پہلے درجے میں آتے ہیں۔ یعنی آپ موحد بھی رہے کوئی شرک بھی نہ کیا اور دین ابراہیمی کے مطابق عمل پیرا ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے اور زمانے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان کی بشارتیں بھی دیتے رہے لہٰذا اللہ کے فضل سے آپ

یقینی جنتی ہیں۔ بعض بے باک اس ظنی مسئلہ پر بھی دائیں بائیں سے رطب دیا بس اکٹھا کر کے پورا زور لگا دیتے ہیں کہ نہیں جی آپ کے والدین (معاذ اللہ) پکے دوزخی ہیں اور وہ (معاذ اللہ) مشرک تھے۔ اس کے لئے ایک تو فقہ اکبر کا حوالہ دیتے ہیں کہ جی امام اعظم نے لکھا ہے ان کی موت کفر پر ہوئی تھی (العیاذ باللہ) تو گزارش ہے کہ فقہ اکبر نام کی دو کتابیں ہیں ایک جناب ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی اس کو آپ سے جناب ابومطیع بلخی نے روایت کیا ہے (کشف الظنون نمبر۲ ص ۱۲۸۷) یہ آج تقریباً نایاب ہے اور دوسری ابوحنیفہ محمد بن یوسف بخاری کی کتاب ہے جو کہ آج کل زیادہ معروف ہے اور اسی کی کافی شرحیں بھی لکھی گئی ہیں (المستند المعتمد بناء نجاۃ الابداز اعلیٰ حضرت محدث بریلوی علیہ الرحمہ ص ۱۷۵) فقہ حنفی کے معتمد مصنف علامہ طحطاوی نے بھی لکھا کہ یہ فقرہ جناب امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بہتان ہے کیونکہ (آپ کی کتاب کے) معتمد نسخوں میں اس فقرے کا وجود تک نہیں ہے۔ (طحطاوی نمبر۲ ص ۸۰) بلکہ مشہور فقہ اکبر کے تمام نسخوں میں بھی یہ فقرہ موجود نہیں ہے۔ بایں ہمہ شیخ الاسلام لائبریری مدینہ منورہ کا فقہ اکبر کا عہد عباسی کا نسخہ رجسٹرڈ نمبر ۳۳۰ کے صفحہ نمبر ۱۵ پر یہ الفاظ ہیں۔ "**والدا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماتا علی الفطر**" یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کا انتقال دین فطرت (اسلام) پر ہی ہوا۔ فہو المطلوب۔ ملا علی قاری کو بھی یہ وہم ہوا تھا اور انہوں نے بھی یہ مسئلہ اسی طرح بیان کیا پھر ان کے استاد صاحب امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے اس کا رد کیا پھر انہوں نے خواب میں دیکھا کہ علی قاری چھت سے گر گئے اور ان کا پاؤں ٹوٹ گیا جاگے تو ایسا ہی ہو گیا تو آپ نے فرمایا یہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کی گستاخی کی سزا ملی ہے۔ (شرح شرح عقائد ص ۵۲۶) کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنے فضل سے غلطی پر قائم نہیں رہنے دیتا لہٰذا بعد میں علامہ علی قاری پر حق واضح ہو گیا اور آپ نے اس عقیدہ سے توبہ کر لی (حاشیہ نمبر اس ص ۵۲۶) بعض کہتے ہیں کہ جی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے اپنی والدہ کی بخشش کی اجازت مانگی تو اجازت نہ ملی۔ تو اس

کے متعلق اولاتو گزارش یہ ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں۔ یہاں اس تفصیل کی گنجائش نہیں۔ باقی محدثین نے اس کی یہ توضیح بھی کی ہے کہ چونکہ آپ اہل فترت وفطرت تھیں لہٰذا آپ اللہ کی بارگاہ میں ماخوذ ومسؤل ہی نہیں تھیں اس لئے آپ کو استغفار کی ضرورت نہیں تھی۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے (بشرط صحت روایت) آپ کو والدہ صاحبہ کے لئے استغفار کا حکم نہ فرمایا (فتح الربانی نمبر ۸ص ۱۵۹) جیسا کہ نابالغ بچے کی نماز جنازہ میں اس کے لئے بخشش کی دعا (اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا ...... الخ) نہیں کی جاتی بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں بالغ (گناہ گار) کے لئے بخشش کی دعا سکھلائی ہے۔ وہاں نابالغ کے لئے دعا اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا ...... الخ سکھلائی ہے۔ فافھموا یا اولو الالباب ۔ نیز مذکورہ روایت میں یہ بھی ہے آپ کو والدہ صاحبہ کی قبر انور کی زیارت کی اجازت دی گئی جب کہ فرمان خداوندی ہے۔ ”محبوب آپ نہ ان (کفار ومنافقین) کے لئے دعا فرمائیں اور نہ ہی ان کی قبروں پر تشریف لے جائیں (زیارت کے لئے) کیونکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کرتے رہے ہیں اور ان کی موت اسی حالت میں ہوئی کہ وہ نافرمان ہی تھے (توبہ نمبر ۸۴) تو اگر معاذ اللہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال کفر پر ہی ہوا تھا اور آپ کے لئے دعا سے منع کیا گیا تو آپ کی قبر کی زیارت کی اجازت کیوں دی گئی۔ کیا اسلام میں کفار ومشرکین کی قبروں کی زیارت جائز ہے۔ فاعتبروا نیز محدثین کرام نے یہ بھی وضاحت فرمائی ہے کہ مشرک بحکم قرآنی چونکہ نجس ہوتا ہے۔ (توبہ نمبر ۲۸) لہٰذا انبیاء کرام میں سے کسی کی بھی والدہ مشرکہ نہیں تھیں اور کسی بھی نبی نے کسی بھی مشرکہ کا دودھ نہیں پیا۔

(سیرت حلبیہ نمبر ۱ص ۱۷۱ مسالک الحنفاء ۲۸)

بعض اس روایت کا سہارا لیتے ہیں کہ جی حضور نے ایک شخص کو فرمایا تھا کہ میرا اور تمہارا باپ دوزخ میں ہیں (معاذ اللہ) تو جناب اولاً تو یہ روایت مضطرب اور مدرج ہے لہٰذا قابل حجت نہیں پھر بشرط صحت روایت اس کی تاویل بھی ممکن ہے جو کہ محدثین نے

فرمائی ہے کہ یہاں بھی اب سے مراد چچا ہے۔ایسی روایات سے کسی کا کفر ثابت نہیں کیا جاسکتا اور وہ بھی والدین مصطفیٰ کا۔ایسے موقع پر بخاری مسلم کی قریب الالفاظ وہ روایت ضرور ذہن میں رکھا کریں کہ کسی مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃِ ۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جب تک کسی اُمت میں کوئی رسول نہ بھیج لیں اور وہ پیغمبر کا انکار نہ کر لیں اس وقت تک ہم ان کو عذاب نہیں فرماتے۔مثلاً بنی اسرائیل نمبر ۱۵، رعد نمبر ۱۱، نساء نمبر ۱۴۷، انعام نمبر ۱۳۱، شعراء نمبر ۲۰۸، قصص نمبر ۱۴۷/ ۵۹، یونس نمبر ۱۰۸ فاطر، ۳۷/ ۲۴ نحل نمبر ۲۶ ملک نمبر ۹، طٰہٰ نمبر ۳۴ وغیرہ لہٰذا اس دستور خداوندی کے مطابق بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ناجی اور جنتی ہیں ویسے تو ہر دور میں اس مسئلہ پر ہر مسلک کے اکابرین نے کافی کتابیں تحریر فرمائی ہیں اور اس عقیدہ کے مخالفین کو خوب لا جواب کیا ہے چنانچہ صاحب کشف الظنون نے بھی اس مسئلہ پر لکھی گئی اٹھارہ کتابوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے جو علماء کی ایک جماعت کے مطابق اپنے زمانے کے مجدد تھے اور آپ پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا کرم تھا کہ حضور نے آپ کو بیداری میں کم از کم بائیس مرتبہ شرف دیدار بخشا۔اس کرم کی غالباً ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ نے سرکار کے والدین کے ایمان وایقان کے ثبوت میں چھ عدد رسالہ جات تصنیف فرمائے ہیں۔ان میں سے ایک رسالے ''الدرجہ المنیفہ فی الاباء الشریف'' میں آپ ام المومنین سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حوالے سے دس معتمد اکابرین اسلام محدثین ومفسرین کے حوالے سے روایت بیان فرمائی ہے کہ حجتہ الوداع کے موقع پر سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کر کے تھوڑی دیر کے لئے اپنے والدین کریمین کو دوبارہ زندہ فرمایا اور ان کو اپنا کلمہ پڑھا کر اُمت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں شامل فرمایا۔کیونکہ پہلے تو وہ صرف مومن وموحد اور دین ابراہیمی کے پیروکار تھے لیکن اس افضل الامم میں شامل نہ تھے۔لہٰذا آپ نے اس طرح انہیں اس

شرف سے بھی مشرف فرما دیا۔ اب آپ روزِ قیامت اُمت محمدی میں اُٹھیں گے۔ سچ ہے: ان اللہ علی کل شیء قدیر اور مولوی عبدالحی لکھنوی دیوبندی نے ''فتاویٰ عبدالحی'' میں شیخ ابن عربی کا فرمان نقل کیا ہے کہ جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین کو دوزخی کہتا ہے وہ ملعون ہے کیونکہ ارشاد خداوندی ہے کہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور اس سے زیادہ آپ کے لئے کیا اذیت ہو سکتی ہے کہ کہا جائے (معاذ اللہ) آپ کے والدین دوزخی ہیں اور مولوی ابراہیم سیالکوٹی اپنی کتاب ''سیرت المصطفیٰ'' میں اس مسئلے پر تفصیل سے بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ آنحضرت کے والد ماجد پاک دامنی اور طہارت نفس میں اپنے اسلاف کی صحیح یادگار تھے...... آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ خاتون سلام اللہ علیہا بھی عفت وحیا کا پیکر تھیں...... اگر اس طہارت نفس کے ہوتے ہوئے ان کے دل اور اعمال نجاست شرک و بت پرستی سے ملوث ہوں تو واللہ یہ جوڑ موزوں نہیں ہوگا...... اگر کسی کے پاس کوئی ایسی شہادت موجود ہو کہ معاذ اللہ انہوں نے کبھی کسی بت کو سجدہ کیا یا اس کے نام کی قربانی چڑھائی یا کسی بت سے دعا والتجا کی تو بے شک لاوے لین ہم کمال وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ایسی شہادت کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکے گی:...... آنحضرت کے والدین حضرت خلیل اللہ کے دین پر تھے...... طاقتور مطالعہ کتب کرنے کے بعد تازہ غسل کیا۔ وضو کیا اور دو رکعت نماز طلب ومغفرت اور مدد کے لئے پڑھی۔ سجدوں اور التحیات میں شرح صدر کی دعائیں مانگیں۔ الحمد للہ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے طمانیت بخشی اور اب میں پورے ستلج خاطر سے مضمون لکھنے لگا ہوں...... جن کو اس امر میں اختلاف ہے وہ ظاہری دلائل پر اکتفا نہ کرتے ہوئے مجاہدہ اور ریاضت سے بھی خدا تعالیٰ سے شرح صدر کی دعائیں کریں۔ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان لوگوں کا کیا بنے گا جو یہ کہتے ہیں کہ میری رشتہ داری (آخرت میں) کچھ فائدہ نہ دے گی...... میں تو قیامت کے دن سب سے پہلے اپنے گھر والوں کی

شفاعت کروں گا پھر اس کے بعد جو قریبی ہو گا اس کی (مسالک الحنفاء ص ۱۱۳) اور جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ولسوف یعطیك ربك فترضٰی کے تحت فرماتے ہیں کہ حضور کی ایک خوشی یہ بھی ہوگی کہ آپ کے گھر کا کوئی فرد دوزخ میں نہ جائے۔ (تفسیر طبری) جناب عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے فرما دیا ہے کہ میری اہل بیت میں سے کسی کو بھی دوزخ میں داخل نہ کرے گا (الحاوی للفتاویٰ) تو آپ کے والدین کریمین سے بڑھ کر کون شخص آپ کی اہل بیت میں شامل ہوگا۔ فافھوا یاد رہے کہ جن محدثین ومفسرین نے آپ کے والدین کریمین کا ایمان ثابت کیا ہے وہ کوئی معمولی ہستیاں نہیں تھیں بلکہ احادیث کے صحت رقم اور جرح وتعدیل سے خوب واقف تھے بلکہ اس عقیدے کے مخالفین سے اس لحاظ سے افضل واعلیٰ تھے (الدرجۃ المنیفہ، تاریخ خمیس وغیرہ) اب چند عقلی دلائل پر غور فرمائیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس کا اور میرا خون ملگ یا اس کو آگ نہیں چھوئے گی (نسیم الریاض نمبر ا ص ۳۵۹) سوچئے کیا آپ کے والدین اور آپ کا خون ملا ہوا نہیں ہے۔ پھر وہ کیسے دوزخی ہو سکتے ہیں۔ معتبر محدثین ومفسرین اکابرین اسلام کے مطابق اس بات پر اجماع ہے کہ حضور کی قبر انور کا جو حصہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر سے ملا ہوا ہے وہ کعبہ، جنت بلکہ عرش معلیٰ سے بھی افضل ہے۔ (مرقاۃ نمبر ۲ ص ۱۹۰، وفاء الوفاء نمبر ا ص ۲۸ وغیرہ) سوچئے کیا اس حصہ زمین کو حضور کے ساتھ زیادہ نسبت ہے یا آپ کے والدین کریمین کو...... پھر ان کے مقام کا کون مومن انکار کر سکتا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ جس مچھلی کے پیٹ میں جناب یونس علیہ السلام چند دن قیام پذیر رہے وہ مچھلی اس شرف کے طفیل مینڈھے کی شکل میں جنت میں جائے گی۔ (روح المعانی نمبر ۵ ص ۲۳۶) تو جس سیّدہ، طیبہ، طاہرہ، آمنہ، موقنہ، قانتہ، والدہ ماجدہ کے بطن اطہر میں امام الانبیاء سیّد الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی ماہ تشریف فرما رہے وہ والدہ ماجدہ کیسے دوزخ میں جا سکتی ہیں۔ آپ کے نور مبارک کے صدقہ سے حضرت

آدم سے لے کر تمام آپ کے آباؤ اجداد پر ہر دور اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم سایہ فگن رہا تو آپ کے قریب ترین والدین اللہ کے فضل سے کس طرح محروم رہ سکتے ہیں۔ جب کہ وہ ذوات مقدسہ، موحد مومن اور دین ابراہیمی کے پیروکار بھی تھے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بھی ہے کہ اس وقت تک تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ تمام کائنات سے زیادہ مجھ سے محبت نہ رکھے اور اس وقت تک کسی کی مجھ سے محبت قبول نہ ہوگی اور وہ مومن نہیں ہوگا جب تک وہ میرے قرابت داروں سے محبت نہ رکھے (نور الابصار، بیہقی، ابن کثیر، ترمذی، مشکوٰۃ، ابن ابی شیبہ، صواعق محرقہ، مواہب لدنیہ، زرقانی علی المواہب، درمنثور وغیرہ) اللہ تعالیٰ ہر مومن کو حضور کے والدین کریمین بلکہ آپ کی نسبت والی ہر ذات، ہر جگہ اور ہر چیز کا کما حقہ ادب واحترام کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے تا کہ محشر میں آپ کی رضا اور شفاعت نصیب ہوسکے۔

وما علینا الا البلاغ المبین والعاقبة للمتقین ۔

صلی اللہ علیہ وسلم

اے میرے رحیم کریم نبی اک نظر کرم فرما دینا
مرے دل کی اجڑتی بستی پہ رحمت کی گھٹا برسا دینا
اے جان کرم، اے بحر کرم، ازراہِ کرم، باران کرم
تمہیں آتا ہے اپنے غلاموں کو زندان الم سے چھڑا دینا
اے عین عطا، اے شمع ہدی، اے حسن مجسم صلی علی
میں دیکھوں تجھے اے نور خدا، میری آنکھوں سے پردہ اٹھا دینا

(تبرکات حرمین)